(EDITORIAL) اداریہ

نام میں کیا رکھا ہے؟

’نام میں کیا رکھا ہے؟‘ یہ ہمارے محاورہ میں جن معنوں میں رائج ہے اس سے الگ ہٹ کر اگر دیکھا جائے تو نام میں بہت کچھ رکھا ہوتا ہے۔ ’نام‘ انفرادی شناخت کا پہلا اور آخری نشان ہوتا ہے، جو حیات میں ہی نہیں بعد حیات بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ نام میں علاقائی تہذیب، نام رکھنے والے کی نفسیات اور کسی حد تک عصری ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ نام رکھنا بھی اشرف المخلوقات کا خاص امتیاز ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ خود اپنا نام رکھنے کے وقت یہ ’حیوان ناطق‘ پورے ہوش و حواس میں تو ہوتا ہے، اپنی پوری منطقی ذہانت اور اپنے خالق عادل کی دی ہوئی ساری انسانی صلاحیتوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن نطق کے لحاظ سے نادار ہوتا ہے۔ جس وقت وہ کچھ نقد نطق حاصل کر لیتا ہے اس وقت تک نام سے اس کی نسبت اتنی پکی ہو چکی ہوتی ہے اور یہی دوسرے کا دیا ہوا نام اس کی شناخت کا سرنامہ بن چکا ہوتا ہے کہ اسے بدلنے کی ہمت جٹا نہیں پاتا اور یہ چاہے اچھا لگے یا نہ، اپنی شناخت کی اس پونجی کو خواہ مخواہ قبول ہی کرنا پڑتا ہے۔ ویسے ہو سکتا ہے اسے اپنا نام نہ رکھ پانے کی فطری کسک باقی رہے۔ اسی کسک کے رہتے وہ دوسروں کے الٹے سیدھے نام رکھ کر اپنی بھڑاس نکال لیتا ہے یا پھر سنجیدگی سے اپنے پالتو جانوروں کے نام رکھ کر اپنا دل بہلا لیتا ہے۔ اسی فطری کسک کا لحاظ کرتے ہوئے دین فطرت اسلام نے اپنے بچوں کے اچھے نام رکھنے کی تاکید کی ہے۔ اس تاکید کے پہلے اور غالب مخاطب عرب ہی تھے جو دور جاہلیت کے پروردہ تھے اور نام رکھنے میں بھی ان کی جاہلیت کا پہلو آشکار ہوتا تھا۔ اپنی زبان کے فصاحت و بلاغت کے غرہ والے عرب اپنی وسعت لغات کے باوجود ناموں کے لحاظ سے بڑے تنگدست تھے، اس پر اچھے برے نام رکھ لئے جاتے تھے (یعنی تنگ نظر بھی تھے)۔ اس کی ایک مثال ہے لڑکے کا نام ’لونڈیا‘ (امیہ) رکھنا۔ صاحب لولاکؐ اور آپؐ کے شریک نور ذوات مقدسہ کے نام تو خود صاحب اسمائے حسنیٰ خالق نے رکھے جیسا کہ روایتوں میں آیا ہے۔ جناب امیرالمومنینؑ نے اپنی اولاد جو ان ذواتِ مقدسہ میں شامل نہیں تھی ان کے نام رکھے جو حسن انتخاب کا شاہکار ہیں۔ ان میں پہلا نام جناب محمد حنفیہ کا ہے۔ وہ بھی رسول اکرمؐ کا دیا ہوا۔ آپؐ نے اپنا نام اور اپنی کنیت انہیں ان کی ولادت کے بہت پہلے مرحمت فرمایا تھا۔ اس کے بعد ایک نام جناب امیرؑ نے آپ کے رضائی (دودھ شریک) بھائی عثمان بن مظعونؓ جنہیں بہت چاہتے تھے ان کے نام پر اپنے ایک فرزند کا نام رکھا۔ ہو سکتا ہے آج کے کچھ ذہنوں میں یہ نام رکھنے پر کچھ اور خیال آئے ایسے خیال جس وجہ سے ہوں وہ وجہ اُس وقت نہیں تھی یہ نام بس ایک نام تھا اور کسی خاص تاریخی کردار کی علامت نہیں بنا تھا۔ جنابِ امیرؑ کا یہ نام رکھنا جس یادگار شخصیت کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے تھا آج ہم اس محترم و مکرم ذات کو اپنی فراموشی کی نذر کئے ہوئے ہیں۔ الخیر شعاع عمل کے موجودہ شمارے میں جناب عثمان بن علیؑ پر ایک مفید و وقیع مضمون قارئین کرام کے ذوق نظر کو نذر ہے۔

آج کے اہل قلم کیا جناب عثمان بن مظعونؓ اور جناب عثمان بن علیؑ کی حیات اور کارناموں پر توجہ دیتے ہیں اور ان کی یاد تازہ کرتے ہیں!!

م۔ ر۔ عابد